حدیث کا درائتی معیار

داخلی فہم حدیث

۹

(۳) وقت نبوّت

مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات علی گڈھ مسلم یونیورسٹی

وقت نبوت تخم نبوت کی تربیت و پرورش کے بعد جوہر انسانیت جب اس قابل ہو گیا کہ عالم بیداری ہیں برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر اخذ و استفادہ اور کسب فیض کر سکے تو نبوت و رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

نبوت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی؟ یہ قابلیت اس طرح پیدا ہوئی کہ نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہنچانے سے ایک طرف نورانی بنیاد کے قویٰ و خواص متوثر ہو گئے اور دوسری طرف حیوانی بنیاد کے وہ شعلے بجھ گئے جو شیطان کی آماجگاہ تھے قویٰ و خواص کے منور ہو جانے ہی کی بنا پر غالباً قرآن حکیم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے تعبیر کیا گیا۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (رسول) اور ظاہر کرنے والی کتاب آئی۔
المائدہ رکوع ۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس "نور" میں اضافہ کی برابر دعا فرماتے رہے۔

اللھم اجعل لی نوراً فی قلبی واجعل لی نوراً فی سمعی واجعل لی نوراً فی بصری واجعل لی نوراً عن یمینی ونوراً عن شمالی واجعل لی نوراً من بین یدیّ ونوراً من خلفی وزدنی نوراً وزدنی نوراً وزدنی نوراً[1]

اے اللہ میرے لئے میرے قلب میں نور ہو میرے کان اور میری آنکھ میں نور ہو میرے لئے میرے دائیں اور بائیں نور ہو میرے آگے اور میرے پیچھے نور ہو میرے نور میں اضافہ فرما میرے نور میں اضافہ فرما میرے نور میں اضافہ فرما۔

قاضی بیضاوی نے قویٰ وحواس کے منور ہونے کی ایک حد بھی بیان کی ہے۔

الا تریٰ ان الانبیاء لما فاقت قوتھم واشتعلت قریحتھم بحیث یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار ارسل الیھم الملائکۃ[2]

کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب انبیاء کی قوت فائق ہو گئی اور ان کی طبیعت اس درجہ روشن ہو گئی کہ گویا زیتون کا تیل آگ چھوئے بغیر خود بخود روشن ہے تو اللہ نے ان کے پاس فرشتے بھیجے۔

شعلے بجھ جانے کا ثبوت اوپر کی حدیث میں ہے کہ شیطان کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا فاسلم (وہ میرا مطیع ہو گیا) اور شاہ ولی اللہ کی اس تعبیر میں بھی ہے۔

اما شق الصدر وملوہ ایمانا فحقیقتہ غلبۃ انوار الملکیۃ وانطفاء لھب الطبیعۃ وخضوعھا لما یفیض علیھا من خطیرۃ القدس[3]

لیکن شق صدر (سینہ چاک کرنا) اور اس کو ایمان سے بھر نے کی حقیقت انوار ملکیہ کا غلبہ اور طبیعت بشریہ کا شعلہ بجھ جانا ہے نیز خطیرۃ القدس (نورانی دنیا) سے فیض قبول کرنے کی طرف طبیعت کا آمادہ اور متوجہ ہو جانا ہے

---

[1] بخاری الادب المفرد باب دعوات النبیؐ

[2] قاضی ناصرالدین البیضاوی بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربک للملئکۃ الخ

[3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبوّت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوتی

"شعلے" بجھ جانے کے باوجود حیوانی بنیاد ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے قویٰ وخواص باقی رہے اور متعلقہ اعمال وافعال صادر ہوتے رہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں بشری طبیعت وخصوصیات سے کسی کو انکار نہیں ہے حیوانی بنیاد کو نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس تناسب سے متاثر کیا گیا کہ نورانی دنیا سے فیض حاصل کرنے کی رکاوٹ دور ہوجائے اور قبول فیض کے لئے راستہ ہموار ہوجائے۔ اگر نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس بنیاد کے قویٰ وخواص جلا دئے جاتے تو رسول اور نبی کی بشریت ختم ہوجاتی اور پھر ان کی زندگی دوسرے انسانوں کے لئے "نمونہ" نہ قرار پاتی، قاضی بیضاوی نے تناسب کے بعد کی کیفیت کو جسم انسانی کی ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

ان العظم لما عجز عن قبول الغذاء	ہڈی اور گوشت کے درمیان تباعد (دوری) کی وجہ
من اللحم لما بینهما من التباعد جعل	سے جب ہڈی گوشت سے غذا حاصل کرنے میں عاجز
الباری تعالیٰ بحکمته بینهما الغضروف	ہوئی تو اللہ نے اپنی حکمت سے غضروف (چپنی ہڈی)
المناسب لهما لیاخذ من هذا ویعطی	پیدا کردی تاکہ وہ اس سے غذا حاصل کرکے اس کو دے
ذلك[1]	

غالباً اس تناسب کی کیفیت کو ملاحظہ کرنے اور مادی ونورانی دنیا کے فاصلہ کو مزید کم کرنے کے لئے ابتداء وحی کے وقت فرشتہ (جبریل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبانے اور بھینچنے کی روش اختیار کی جیساکہ حضرت عائشہ سے غار حراء کا واقعہ اس طرح مروی ہے:

فجاءه الملك فقال اقرأ فقال ما انا بقارئ	پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اقرأ (پڑھئے) آپ
قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد	نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ کا ارشاد ہے
ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ	کہ فرشتہ نے اس زور سے مجھ کو پکڑ کر دبایا کہ مجھ کو مشقت
فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد	برداشت کرنی پڑی پھر اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے

[1] قاضی ناصر الدین۔ بیضاوی ص ۴ تفسیر واذ قال ربك الخ

ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری	میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے زور
فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی	سے بھینچا اور ویسی ہی مشقت اٹھانی پڑی اس طرح تین
الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك	مرتبہ ہوا اس کے بعد اس نے کہا " اقرأ باسم ربك
الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ	الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ
وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان	وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان
مالم یعلم[1]	مالم یعلم ۔

قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہوگئی

مذکورہ قابلیت کے بعد نورانی دنیا سے فیض رسانی کا باضابطہ سلسلہ شروع کر دیا گیا جو بالعموم فرشتوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا (جیسا کہ فرشتوں کے ذکر میں گذر چکا کہ وہ اللہ اور رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے) لیکن فیض رسانی کی بعض خاص شکلیں بھی تھیں جیسا کہ ان آیتوں میں ہیں۔

ونادیناہ ان یا ابراھیم[2]	اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم
وکلم اللہ موسیٰ تکلیما[3]	اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا بول کر
اوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ[4]	وحی کی اپنے بندہ (محمد) کی طرف جو وحی کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی ایک شکل یہ بیان فرمائی

احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو	وحی کبھی میرے پاس مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے
اشدہ علی[5]	اور یہ میرے اوپر سخت ہوتی ہے ۔

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب المبعث و بدء الوحی

[2] الصّٰفّٰت رکوع ۳

[3] النساء رکوع ۲۳

[4] النجم رکوع ۱

[5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی بیضاوی کہتے ہیں

ومن منهم اعلیٰ مرتبة کلمه بلا واسطة کما کلم موسیٰ علیه السلام فی المیقات ومحمد اصلی الله علیه وسلم لیلة المعراج[1]

رسول اور نبی میں جو اعلیٰ مرتبہ کے تھے ان سے اللہ نے بلاواسطہ کلام کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے میقات میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج میں کلام کیا۔

فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہ | نورانی دنیا سے اخذ فیض کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا تھا ان میں بعض کا ذکر حدیثوں میں موجود ہے مثلاً چہرہ کا متغیر ہوجانا سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

ولقد رأیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وان جبینه لیتفصد عرقاً[2]

سخت سردی میں جب آپ پر وحی آتی تو میں نے دیکھا کہ وحی کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہوجاتی تھی۔

حضرت یعلیٰ نے وحی کے وقت کی ایک کیفیت یہ بیان کی ہے۔

فاذا رسول الله محمر الوجه وهو یغط ثم سری عنه[3]

رسول اللہ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور سانس دب رہی تھی پھر ایسی کیفیت دور کردی گئی۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔

اذا انزل علیه الوحی کرب لذلك وتربد وجهه[4]

جب آپ پر وحی نازل کی جاتی تو آپ اس کی شدت محسوس کرتے اور چہرۂ مبارک متغیر ہوجاتا۔

---

[1] قاضی ناصر الدین البیضاوی "بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربك للملئكة الخ

[2] بخاری ج ا باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[3] بخاری ج ۲ کتاب المناسك باب غسل الخلوق ثلاث مرات [4] مسلم و مشکوۃ باب المبعث وبدء الوحی

ان کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں جن میں وحی کے وقت کی کیفیات کا ذکر ہے۔ یہ مختلف کیفیات دراصل حیوانی بنیاد کے قویٰ و خواص یا بشری طبیعت و خصوصیت کی موجودگی کا نتیجہ تھیں جن کو ہمہ وقت غذا و قوت پہنچتی رہتی تھی، نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہونچانے کے باوجود یہ قویٰ و خواص باقی تھے اور ان کے ساتھ زبردست تصادم اس وقت ہوتا تھا جب آپؐ مقام نور (وحی) میں ڈوب کر اخذ فیض کرتے تھے۔ کیوں کہ یہ مقام اس قدر لطیف ہے کہ اس کی نورانی لطافت معمولی مادی کثافت کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لامحالہ اس مقام کے مسافر کو مادی کثافتوں سے بلند ہونے کے لئے سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے آثار اعضاء و جوارح اور اعصاب پر لازمی طور سے ظاہر ہوں گے اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی بناء پر بعض بددیانت مؤرخین نے ذات اقدسؐ پر اعتراض کیا ہے جس کا جواب پہلے دیا جا چکا۔

رسول اور نبی کا علم و ادراک اللہ کی طرف سے ہوتا تھا

نورانی دنیا سے یہ فیض علم و ادراک کی شکل میں حاصل ہوتا جو خالص اللہ کی طرف سے اور اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ہوتا تھا۔

رسول اور نبی کے علاوہ کسی اور کو یہ فیض (علم و ادراک) نہ اللہ کی طرف سے حاصل ہوتا اور نہ اس کی حفاظت و نگرانی رہتی تھی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

يَٰٓأَبَتِ إِنِّي قَدْ جَآءَنِي مِنَ ٱلْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَٱتَّبِعْنِيٓ أَهْدِكَ صِرَٰطًا سَوِيًّا[1]

ابراہیم نے کہا اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آیا جو آپ کے پاس نہیں آیا آپ میری اتباع کیجئے میں سیدھے راستہ کی ہدایت کروں گا۔

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا[2]

اور ہم نے داؤد و سلیمان (علیہما السلام) کو علم دیا۔

---

[1] مریم رکوع ۳

[2] النمل رکوع ۲

وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلنٰہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا[1]

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف قرآن کی وحی کی اپنے حکم سے نہ آپ کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان (تفصیل جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی) لیکن ہم نے اس کو روشنی بنایا کہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

وعلّمک مالم تکن تعلم[2]

اور اللہ نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ[3]

بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھلایا۔

متعلقہ حدیثیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے ایک مرتبہ پوچھا۔

فانہ لیس من نبیّ الا لہٗ ملک یاتیہ بالخیر فاخبرنا من صاحبک

ہر نبی کے لئے فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے پاس خیر و بھلائی لاتا ہے۔ آپ اپنے صاحب (فرشتے) کے بارے میں بتایئے کہ وہ کون ہے؟

رسول اللہ نے جواب میں فرمایا۔

جبریل علیہ السلام[4]

وہ جبریل علیہ السلام ہیں

ایک موقع پر آپ نے فرمایا

علمت کم خزنۃ النار وحملۃ العرش[5]

میں نے جانا کہ دوزخ کے محافظ اور عرش کے اٹھانے والے کتنے فرشتے ہیں

---

[1] الزخرف رکوع ۵ [2] النساء رکوع ۱۷ [3] النساء رکوع ۱۶

[4] مسند احمد بن حنبل ج ۱ صفحہ ۲۷۴ عن ابن عباس

[5] ایضاً ج ۲ صفحہ ۲۱۲ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص

ابو رفاعہ (صحابی) کہتے ہیں۔

وجعل یعلمنی مما علمہ اللہ[1] اور آپ مجھ کو بتانے لگے اس علم سے جو اللہ نے آپ کو سکھایا

عمرو بن عنبسہ جب اسلام قبول کرنے کے لئے آتے تو عرض کیا۔

اخبرنی عما علمک اللہ واجھلہ[2] مجھے آپ وہ بتایئے جو اللہ نے آپ کو سکھایا اور میں اس کو نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ سے کہا

ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک[3] جس قدر آپ میرے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ آنے میں آپ کے لئے کون چیز مانع ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "ہم اسی وقت اُترتے ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے"

حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے کاتب (سکریٹری) نے اُن کے فیصلہ کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھ دئے۔

ھذا ما رأی اللہ ورأی عمرؓ یہ وہ فیصلہ ہے جو اللہ کی اور عمرؓ کی رائے ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے منع کیا اور اللہ کی طرف نسبت کی جگہ یہ کہا

قل ھذا ما رأی عمر[4] کہو کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو حضرت عمر کی رائے ہے

اپنی رائے اور رسول و نبی کی رائے کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا

ایھا الناس ان الرای انما کان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ مصیباً اے لوگو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے صائب و درست اس لئے ہوتی تھی کہ اللہ آپ کو دکھاتا

---

[1] مسلم کتاب الجمعہ باب حدیث التعلیم فی الخطبۃ

[2] مسلم صلوٰۃ المسافرین وقصرھا باب اسلام عمرو بن عبسۃ

[3] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۳۱ عن ابن عباس

[4] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ ما روی عن عمر فی الرای

ان اللّٰہ کان یریہ وانما ھومنا الظن والتکلف[1] تھا ہماری رائے ظن اور تکلف ہے

اس علم وادراک کی حفاظت ونگرانی ہوتی تھی | اللہ کی حفاظت ونگرانی سے متعلق یہ آیتیں اور روایتیں ہیں۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا[2] — آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں

ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلاً[3] — اگر ہم آپ کو ثابت نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف کچھ مائل ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز کے بعد فرمایا۔

ان الشیطان عرض لی فشد علیّ یقطع الصلوٰۃ علیّ فامکننی اللّٰہ منہ اردت ان اربطہ الی ساریۃ من سوار المسجد الخ[4] — شیطان آیا اور اس نے سختی کی کہ نماز کو قطع کر دے اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون میں اسے باندھ دوں

ایک روایت شیطان سے حفاظت ونگرانی کی اوپر گذر چکی

حضرت عائشہ سے روایت ہے

ماخیر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین امرین احدھما الیسر من الاخر الا اختار الیسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ[5] — رسول اللہ کو جب کبھی ایسی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا کہ ان میں کی ایک دوسری سے زیادہ آسان ہے تو آپ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوا اگر کوئی گناہ کا کام ہوا تو آپ سب سے زیادہ دور رہنے والے ثابت ہوئے۔

---

[1] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ ما روی عن عمر فی الرای [2] الطور رکوع ۲ [3] بنی اسرائیل رکوع ۸

[4] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب صفت ابلیس وجنودہ [5] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلعم للآثام

یہ علم ادراک اللہ کی معرفت اور اصلاح و تزکیہ کے پروگرام سے متعلق تھا۔

رسول اور نبی کو یہ علم و ادراک اللہ کی معرفت اور اصلاح و تزکیہ کے پروگرام سے متعلق تھا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ[1] — آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اُس نے مجھے ہدایت دی۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ؕ[2] — بلکہ انھوں نے اس کو جھٹلایا جس کے سمجھنے پر انھوں نے قابو نہ پایا حالانکہ ابھی اس کی حقیقت نہیں آئی۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖؗ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ[3] — آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ اُس کو پڑھتا اور نہ اُس کو بتاتا کیوں کہ میں تو کافی عرصہ تک اس سے پہلے تم میں رہ چکا ہوں۔

یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ[4] — اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستہ کی اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرے اور ان کو اپنے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور ان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ[5] — یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور راستوں پر مت چلو وہ تمھیں اللہ کے راستہ سے بدر کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] الانعام رکوع ۹۔

[2] یونس رکوع ۴۔

[3] یونس رکوع ۲۔

[4] المائدہ رکوع ۳۔

[5] الانعام رکوع ۱۹۔

متعلقہ حدیثیں | لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت بہ

تم میں کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اس کے تابع نہ بنائے جس کو لے کر میں آیا ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

جاء ثلثة رهط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألون عن عبادة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اخبروا بہا کانہم تقالوها فقالوا این نحن من النبی صلعم وقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلی اللیل ابدًا وقال الآخر انا اصوم النہار ابدًا ولا افطر وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدًا فجاء النبی صلعم الیہم فقال انتم الذی قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی

تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آپ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لئے آئے جب ان سے تفصیل بیان کی گئی تو اپنے حق میں گویا اس کو کم سمجھا۔ انھوں نے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں آپ۔ آپ کی تو اگلی پچھلی سب مغفرت ہو چکی ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اسی اثنا میں رسول اللہ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں! غور سے سن لو۔ تم سب میں زیادہ میں اللہ سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

لہ شرح السنة و مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی ۔

لہ بخاری و مسلم و مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الاول ۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا،

ما بال رجال یبلغهم عنی امر ترخصت فیه فکرهوه وینزهوا عنه فوالله لانا اعلمهم بالله واشدهم له خشیة[1] — لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کو میری طرف سے رخصت کا حکم پہنچتا ہے تو اس کو ناپسند کرتے اور اس سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی قسم میں ان میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے

ان اتقاکم واعلمکم بالله انا[2] — بے شک تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا میں ہوں۔

ایک اور موقع پر فرمایا

لاتشددوا علی انفسکم فیشدد الله علیکم فان قوما شددوا علی انفسهم فشدد الله علیهم فتلك بقایاهم فی الصوامع والدیار ورهبانیة ن ابتدعوها ماکتبناها علیهم[3] — اپنے اوپر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تمہارے اوپر سختی کرے گا جس قوم نے اپنے اوپر سختی کی اللہ نے بھی ان پر سختی کی نصاریٰ اور یہودیوں کے راہب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں انھیں کے بقایا ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان کے لئے نہیں مقرر کیا۔

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت | اس علم و ادراک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا۔

مثل ما بعثنی الله به من الهدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا وکانت منها طائفة طیبة قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت — وہ علم و ہدایت جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا اس زوردار بارش کے ہے جو زمین میں ہوئی زمین کا ایک حصہ روئیدگی کے قابل تھا اس نے پانی کو قبول کیا اور ہر طرح سرسبز و شاداب ہوگئی دوسرا سخت حصہ

[1] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب علمہ صلعم [2] بخاری ج ۱ کتاب الایمان باب قول النبی انا اعلمکم بالله الخ
[3] ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة

منها اجادب امسکت الماء فنفع الله
بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا
واصاب منها طائفة اخری انما هی
قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلأً
فذلک مثل من فقه فی دین الله
ونفعه بما بعثنی الله به فعلم وعلّم
ومثل من لم یرفع بذلک رأساً ولم
یقبل هدی الله الذی ارسلت به[1]

روئیدگی کے قابل نہ تھا اس نے پانی کو روک لیا اور اس کے ذریعہ اللہ نے لوگوں کو نفع پہنچایا لوگوں نے پیا سیرابی حاصل کی اور کھیتی کی۔ ایک اور حصہ چٹیل میدان تھا جو نہ پانی کو روک سکتا اور نہ سبزہ اگانے کی صلاحیت رکھتا ہے یہ ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس سے نفع اٹھایا سیکھا اور سکھایا۔ نیز ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اس کی طرف سر نہیں اٹھایا (توجہ نہ دی) اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کو لے کر میں بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ نے اپنی ایک مثال دی جو ہر رسول ونبی کے لئے یکساں ہے۔

مثلی کمثل رجل استوقد ناراً فلما اضاءت
ما حولها جعل الفراش وهذه الدواب
التی تقع فی النار یقعن فیها وجعل یحجزهن
ویغلبنه فیتقحمن فیها فانا آخذ
بحجزکم عن النار وانتم تقحمون فیها[2]

میری مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی جب اس نے اپنے ارد گرد روشن کر دیا تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے آگ جلانے والا ان کو روک رہا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں گرتے جا رہے ہیں اس طرح میں تمہیں پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم دوزخ کی آگ میں گھستے جا رہے ہو۔

یہ دونوں مثالیں لوگوں کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے اللہ کی معرفت اور اصلاح وتزکیہ کے پروگرام کی نوعیت سے واقف ہونے اور رسول ونبی کی حیثیت متعین کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

[1] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب بیان مثل ما بعث النبی صلعم الخ [2] بخاری ومشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

(باقی آئندہ)